

# اعمالِ نبوتِ حقیقتِ محاسب

تحریر:- مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

## احساب

احساب ایک سنہری زنجیر ہے جس میں تمدن، اخلاق، مذہب اور معاشرت کے تمام جزئیات جکڑے ہوئے ہیں اگر اس کی مدد میں ڈھیلی پڑ جائیں تو دفعتاً نظامِ عالم کی ایک کڑی درہم برہم ہو جائے اس غرض سے دنیائے احساب کو مختلف صورتوں میں قائم رکھا، خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختیار کئے جن کی خلاف ورزی موجب ملامت بلکہ بعض اوقات قوی جرم خیال کی جاتی ہے۔ سلطنتوں نے قوانین بنائے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت ہر قسم کی مادی، اخلاقی اور مذہبی ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں، حکماء نے فلسفہ ایجاد کیا جو اخلاقی قوانین کی پیروی پر جمیت لٹری کو مجبور کرتا ہے۔

اگر یورپ کو اپنی تہذیب پر فخر ہے کہ وہاں انسان کی فروگزاشت پر سختی کے ساتھ گرفت کرتی ہے، اگر رومن لاء کو اپنے اوپر ناز ہے کہ وہ قوائے متضاد کو اپنے مرکز سے ہٹے نہیں دیتا، اگر یونان کو اپنے فلسفہ اخلاق پر گھمنڈ ہے کہ وہ اخلاقی قوائے کی تربیت کرتا ہے تو ہم کو ان کے بڑے بول سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے، ہم رسم و رواج کے غلام نہیں ہیں کہ

یورپ کے قوانین معاشرت پر فریفتہ ہو جائیں، ہم قانونی سختیوں کے برداشت کرنے کے خوگر نہیں ہیں کہ اپنے ہاتھ کو ہر پھٹکی کے حوالے کر دیں، قیاسیات عقلی ہماری غذائے روحانی نہیں ہے۔ کہ یونانیوں کے ظلم میں بھنس جائیں۔ بلکہ ہمارے رگ، پٹھے ایک مذہب کے سلسلے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے گوشت و خون پر چڑے کی جگہ مذہب کا غلاف چڑھا ہوا ہے، ہمارے قلب کو ایک غیر متزلزل مذہبی احساس حرکت دے رہا ہے، پس ہم کو ہر دلفریب رسم و رواج ہر مرعوب کرنے والے قانون اور ہر متحیر کر دینے والے فلسفہ کو چھوڑ کر اپنی باگ صرف اسلام ہی کے ہاتھ میں دینی چاہئے اور اس پر فخر کرنا چاہئے کہ۔

رشدِ عورت گر خمِ الفیضہ دوست ی برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست مذہب کی قوت احساب ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع فرض کر کے ہم کو تمام دنیا کی مادی و اخلاقی غلامی سے آزاد کر دیا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة۔

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں پیروی و اتباع کے لئے بہترین نمونہ رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم رسول اللہ کی تقلید کرو، کیونکہ ایک شخص کی تقلید کرنے سے دوسرے اشخاص کی تقلید کی نفی ہو جاتی، بلکہ یہ فرمایا کہ تمہاری صرف اسی ذات پاک میں محدود ہے کیونکہ ہمیں اعمال صالحہ کا یہ خزانہ دوسری جگہ نہیں مل سکتا۔ اس طرز بیان نے نہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع لازم کر دیا بلکہ ساتھ ہی تمام بڑے بڑے انسانوں کے اتباع کی نفی بھی کر دی اس لئے صرف ایک ہی آفتاب ہے جس کی روشنی ظلمت زار دنیا کی ہر اندھیری راہ اور ہر حیرہ و تاریک راستے میں ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔

جو غلام آفتاب ہمہ ز آفتاب گویم نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گوئم اسی آفتاب کی روشنی سے اور سیارے بھی نور حاصل کرتے ہیں اس لئے ان کا اجماع بھی ہم پر واجب ہو جاتا ہے۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم۔ اصحابی کالنجوم۔

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اس کے بعد ان لوگوں کا دور جو اس کے بعد آئیں گے پھر وہ لوگ جو اس کے بعد اس اسوہ ہائے حسنہ کی تقلید کریں گے میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں۔

اسی مآء پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اس خصوصیت کا بار بار ذکر کیا ہے۔

هو الرسول النبي الامي  
السكرتوب، في التورة والانجيل :-  
يامر بالمعروف و ينهى عن  
المذكر و يعلى اهم الطيبات و  
يحرّم عليهم الخبائث. (۱۱۵۶)

اور یہ وہی پیغمبرائی ہے جس کی بعثت تورات و انجیل میں لکھی ہوئی ہے وہ نیکی کے کام کا حکم دیتا ہے بدائیوں سے روکتا ہے پاک و مفید چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

كنتم خير امة اخرجت  
للناس تامرون بالمعروف و  
تنهون عن المذكر و تومنون  
بالله

تم لوگ بہترین امت ہو جس کو خدا نے دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نمایاں کیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدائی سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو۔

لیکن ان آیتوں کی عملی تفسیر ہم کو صرف احادیث کی کتابوں میں ڈھونڈنا چاہئے جن کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مواقع احتساب کے ایک ایک جزئیات کا پتہ لگ سکتا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے ہدایت و ارشاد کے لئے جو آفتاب

و سیارے پیدا کئے تھے وہ ہمیشہ ضیاء گسترہ رہتے تھے۔

### اسوہ نبویؐ

احتساب کی ترتیب اصلاح نفس سے شروع ہو کر بالترتیب محاسب کے قبیلہ اور قوم تک متنی ہو جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض احتساب کو اسی ترتیب کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔

### اصلاح نفس

آنحضرتؐ کی ذات پاک جامع فضائل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے تمام زلات کو معاف کر دیا تھا۔ بایں ہمہ آپؐ اس کثرت سے نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں پھول کر پھٹ جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اس ریاضت شاقہ کو دیکھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! خدا نے آپؐ کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے پھر آپؐ کیوں اس قدر مصروف عبادت رہتے ہیں؟

افلا اکون عبداً شکورا۔  
کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ ہونے کی کوشش نہ کروں۔ (بخاری مطبوعہ یونان ص ۸۷۹۹)

چنانچہ جب بھی اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے جو قلب کو خدا کی طرف سے پھیر سکتے تھے یا نفس میں غرور و تکبر پیدا کر سکتے تھے تو آپؐ ان کا انکار فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں بنی تھیں۔ آپؐ کی نظر پڑی تو فرمایا: امیطی عنہا تھراقش فامنه لا تزال تصاویر تعرض فی

صلاتی۔

ہمارے سامنے سے اپنا پردہ ہٹا لو کیونکہ اس کی تصویریں ہمیشہ میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہتی ہیں۔

ایک صحابیؓ نے بطور تحفہ کے آپؐ کو حریر کا ایک چھدہ دیا۔ آپؐ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد نہایت ناگواری سے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا:

لا ینبغی هذا للمتقین۔  
یہ پرہیزگاروں کے قابل نہیں ہے۔  
غرور و کبر کا سرچشمہ مذبح و تعریف ہے امراء و سلاطین کو اسی مرض نے دنیا کی تمام چیزوں سے بالاتر بنا دیا ہے۔ آنحضرتؐ اگرچہ خیر البشر تھے لیکن اگر کوئی شخص آپؐ کو انبیائے سابقین پر ترجیح دیتا تھا تو آپؐ اس کو منع فرماتے تھے۔ ایک صحابیؓ اور ایک یہودی میں جھگڑا ہو گیا۔ صحابیؓ نے غصہ میں قسم کھائی اور کہا ”اسی خدا کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا سے افضل بنایا ہے“ یہودی نے قسم کھائی اور کہا ”اس خدا کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام دنیا پر ترجیح دی ہے“ صحابیؓ اس پر غصہ میں آکر یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ اس نے آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ”مجھے موسیٰؑ پر ترجیح نہ دو۔“

### احتساب قبیلہ و خاندان

خیرات گھر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اسی مآء پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا۔ ”و انذر عشیرتک الاقربین“ (اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے آگے حق کو پیش کر دو) اور عذاب الہی سے ڈراؤ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے اپنے تمام قبیلہ کو

آگ میں جانے سے روکنا چاہا لیکن وہ سب اس کے قابو میں نہ آ سکے اور آگ میں گھس گئے۔“ اسی طرح تم لوگوں کو کمر سے پکڑ کر کھینچتا ہوں تاکہ آگ میں داخل ہونے نہ پاؤ لیکن لوگ اس میں گھسے جاتے ہیں۔

### عقائد

آنحضرتؐ کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد صحیح عقائد میں بدترین چیز شرک فی اللہ تھی اور آنحضرتؐ نے صرف شرک ہی مٹانے کے لئے جلا کیا جو احساب کی آخری منزل ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عقائد ہیں جو عام دسترس سے باہر ہیں۔ اگر عام لوگوں کو ان میں غور و فکر کرنے کا موقع دیا جائے تو نہ ہی عقائد میں بہت سے مفاسد پیدا ہو جائیں اور اسلامی عقائد کی سادگی فنا ہو جائے جو اسلام کا سب سے بڑا زیور ہے۔ اسی غرض سے آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی یہ خصوصیت قرار دی تھی کہ وہ غیر ضروری چیزوں میں وقت ضائع نہیں کرتے چنانچہ عہد نبوت میں جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ صحابہ کو جزو توقع کی ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ مسئلہ قضاء و قدر کے متعلق مباحثہ کر رہے تھے جس نے آگے چل کر مسلمانوں کے دو عظیم حریف مقابل فرتے پیدا کر دیئے۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا:

”أَلْهَذَا خَلَقْتُمْ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ لِهَذَا لَهْلَكِ الْأُمَمُ قَبْلَكُمْ۔“

کیا تم لوگ اسی لئے پیدا کئے گئے

رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہماری نیند اور بیداری تو خدا کے اختیار میں ہے، اگر وہ چٹائے گا تو جاگیں گے، آنحضرتؐ خاموش ہو گئے مگر اپنی ران پر افسوس کے ساتھ ہاتھ مارا اور یہ آیت پڑھی: ”كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئًا جَدَلًا۔“ آدمی بڑا ہی جھگڑالو ہے۔

### احساب قوم

اگرچہ وہ تمام جزوی مواقع جہاں آنحضرتؐ نے احساب کا فرض ادا کیا ہے، احساب قوی کے تحت میں داخل ہیں۔ لیکن آپؐ نے کلی طور پر دو موقعوں پر نہایت بلیغ تشبیہ کے ساتھ اپنی خصوصیت کا اظہار تمام قوم کے سامنے فرمایا۔ ایک موقع پر فرمایا:

”میری اور میری شریعت کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہے جس نے ایک قوم کے پاس آکر یہ وحشت انگیز خبر سنائی کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر تمہاری طرف آتے ہوئے دیکھا ہے، میں ایک نذیر عریاں ہوں (عرب میں کسی اہم واقعات کی خبر سننے ہو کر دیتے ہیں) پس تم کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے چنانچہ ایک گروہ نے اس کا کہنا مانا اور وہ رات بچ کے نکل گیا اور دوسرے ایک گروہ نے اس کو جھٹلایا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر نے دعاوا مارا اور اس کا استیصال کر دیا۔

دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا:

”میری اور تمام لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ بھڑکائی، جب آگ کی روشنی چاروں طرف پھیلی تو پروانے اس پر ٹوٹ کر گر گئے، اس نے پروانوں کو

جمع کر کے ایک پیغمبرانہ لہجہ میں اس حکم الہی کو سنایا۔

”یا معمر قریش! یا معمر بنی عبد مناف! یا معمر بنی قسوی! یا معمر بنی عبد المطلب! اے فاطمہ عہدہ کی بیٹی، تم سب اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے چاؤ کیونکہ میں تمہیں قیامت کے دن کچھ بھی نفع و نقصان نہ پہنچا سکوں گا! اے فاطمہ! تجھ کو مجھ سے صرف جسمانی تعلق ہے اور میں رشتہ کی ہیل کو صرف دنیا میں ہی سرسبز و شاداب رکھ سکوں گا۔

یہ ایک عام احساب تھا لیکن مخصوص مواقع پر بھی آپؐ ازواج مطہرات اور اہل و عیال کو نیکی کی ترغیب دیتے اور بدائی سے روکتے رہتے تھے۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ آپؐ ایک رات کو اٹھے اور فرمایا ”سبحان اللہ! آسمان سے فتنہ و فساد کی بارش ہو رہی ہے اور برکات و فضائل کے خزانے کھل گئے ہیں حجرے میں سونے والیوں کو (ازواج مطہرات) جگا دو کیونکہ دنیا کی بہت سے کپڑا پہننے والی عورتیں آخرت میں مدہنہ نظر آئیں گی۔“ آپؐ نے تنزہ نفس اور استغناء و قناعت کی وجہ سے باوجود فقر و فاقہ کے اپنے اوپر اور اپنے تمام خاندان کے اوپر صدقہ کو حرام کر دیا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ چمن میں صدقہ کی ایک سمجھور اٹھا کر منہ میں ڈال لی، آپؐ کی نگاہ پڑی تو فوراً ”ٹوکا، آخ“ فرمایا تمہیں خبر نہیں ہمارا خاندان میں کھانا۔“ آپؐ ایک مرتبہ شب کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا: ”تم لوگ اٹھ کر تہجد نہیں پڑھتے؟ حضرت علیؓ